میں سدھرنا چاہتا ہوں

4921389-90-91

2201479 2314045-2203311

Email : maktaba@dawateislami.net

Website : www.dawateislami.net

مکتبۃ المدینہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

میں سُدھرنا چاہتا ہوں

شیطٰن لاکھ سُستی دلائے امیرِ اہلسنّت کا یہ بیان[1] مکمّل پڑھ لیجئے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

آپ اپنے دل میں مَدَنی انقِلاب برپا ہوتا محسوس فرمائیں گے۔

﴿یہ بیان امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ نے تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک، دعوتِ اسلامی کے عالمی مرکز فیضانِ مدینہ (باب المدینہ) کراچی میں ہونے والے ۲۷ویں رَمَضانُ المبارَک کے سنّتوں بھرے اِجتماع میں فرمایا،ضرورتاً ترمیم کے ساتھ طبع کیا گیا۔ احمد رضا ابن عطاری عفی عنہ﴾

نِفاق و نار سے نَجات

حضرتِ سیِّدُنا امام سَخاوی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں، سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک بھیجا اللہ عزوجل اس پر دَس رَحمتیں نازِل فرماتا ہے اور جو مجھ پر دس بار دُرُودِ پاک بھیجے اللہ عزوجل اُس پر سو رَحمتیں نازِل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو بار دُرُودِ پاک بھیجے اللہ عزوجل اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ بندہ نِفاق اور دوزخ کی آگ سے بَری ہے اور قِیامت کے دِن اُس کو شہیدوں کے ساتھ رکھے گا۔ (القولُ البدِیع ص ۱۱۰ دارُالکتابِ العربی بیروت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

جنّت چاھئیے یا دوزخ؟

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم تَیمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "فکرِ مدینہ" کا انداز بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، ایک مرتبہ میں نے یہ تصوُّر باندھا کہ میں جنّت میں ہوں، وہاں کے پھل کھا رہا ہوں، اس کی نہروں سے مَشروب پی رہا ہوں اور حوروں سے ملاقات کر رہا ہوں۔ اِس کے بعد میں نے یہ خیال جمایا کہ میں جہنّم میں ہوں اور آگ کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھوہڑ (کانٹے دار دَرَخت) کھا رہا ہوں اور دوزخیوں کا پیپ پی رہا ہوں۔ اِن تصوُّرات کے بعد میں نے اپنے نَفس سے اِستِفسار کیا، بتا، تجھے کیا چاہئے؟ "جنّت یا دوزخ؟" میرے نَفس نے جواب دیا، **جنّت**۔ بس اب دنیا کے مال ومنال سے مجھے کچھ سَروکار نہیں، فقط ایک وُضو کا برتن اور کچھ اِس قِسم کی ضَروری اَشیاء مل جائیں جو نیک اَعمال میں میری مُعاوِن ہوں۔ میں نے اپنے نَفس سے کہا لے، تیرے مُطالَبات پورے کئے جاتے ہیں۔ فِی الحال تُو دنیا میں موجود ہے۔ ابھی جنّت میں داخِلہ ہوا ہے نہ ہی جہنّم میں، اب تجھے

راہ مُتعیّن کرنی ہے کہ سُدھر کر جنّت میں جانا ہے یا بگڑ کر دوزخ میں۔ لہٰذا تو اس کے لئے عمل کر۔ (مُکاشَفَۃُ القُلوب ص ۲۶۵ طبعۃ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

کوئی نہیں بھروسہ اے بھائی! زندگی کا　　　کچھ نیکیاں کمالے جلد آخرت بنالے

آخرت کی تیّاری

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ذرا سمجھنے کی کوشش کیجئے کہ ہمارے بُزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تعالٰی کس طرح اپنے نفس کو سُدھارنے کیلئے اُس کا مُحاسَبہ کرکے، اُسے قابو کرنے کی کوشش فرماتے نیز اس کی سرزَنِش کرتے بلکہ بعض اوقات اس کے لئے سزائیں بھی مُقرّر فرماتے اور ہر وقت اللہ عزوجل سے خائف رَہ کر خود کو زیادہ سے زیادہ سُدھارتے ہوئے آخرت کی تیاری کے لئے کوشاں رہتے اور ایسوں ہی کی کوشش ٹھکانے بھی لگتی ہے۔ اللہ تعالٰی پارہ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل آیت ۱۹ میں ارشاد فرماتا ہے،

ومن اراد الاخرۃ وسعی لھا سعیھا وھو مومن فاولئک کان سعیھم مشکورًا

میرے آقائے اعلیٰحضرت، ولیٔ نعمت، امامِ اہلسنّت، عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدّدِ دین و ملّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ سُنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر وبَرکت مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رَحمۃُ الرَّحمٰن اپنے شُہرۂ آفاق ترجَمۂ قرآن کنزُالایمان میں اِس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں، ''اور جو آخرت چاہے اور اُس کی سی کوشش کرے اور ہو ایمان والا تو انہیں کی کوشش ٹھکانے لگی۔''

مُستقبل روشن

آج ہماری حالت یہ ہے کہ اپنی ''دُنیاوی کل'' (یعنی مُستقبل) کی سُدھار کے لئے تو بَہُت غور و فکر کرتے، اُس کے لئے طرح طرح کی آسائشیں جَمع کرنے کی ہر دم سَعی کرتے، خوب بینک بیلنس بڑھاتے، کاروبار چمکاتے، فیوچر پروگرامز ترتیب دیتے اور نجانے کیا کیا منصوبے بناتے ہیں کہ کسی طرح ہماری یہ ''دُنیاوی کل'' بہتر ہوجائے، ہمارا دنیاوی مستقبل سَنْوَر جائے، لیکن افسوس! کہ ہم اپنی ''اُخروی کل'' (یعنی آخرت) کو سُدھارنے کی فکر سے یکسر غافل اور اس کی تیاری کے معاملے میں بالکل کاہل ہیں۔ حالانکہ صِرف اِس دُنیاوی کل ہی کے سُدھرنے کا اِنتظار کرنے والے نہ جانے کتنے نادان انسانوں کی آہ حسرت موت کی ہچکیوں سے ہم آغوش ہوجاتی ہے اور وہ روشن مُستقبل پاکر خوشیاں منانے کے بجائے اندھیری قبر میں اُتر کر قعرِ افسوس میں جا پڑے ہیں۔ فَقَط دُنیاوی زندگی سُدھار کے تَفَکُّرات میں مُسْتَغْرَق ہوکر اسی کے لئے مصروفِ تگ ودَو رہنا، اپنی آخرت کی بھلائی کے لئے فکر و عمل سے غفلت برتنا، سابِقہ اَعمال پر اپنا اِحتِساب کرتے ہوئے آئندہ گناہوں سے بچنے اور

نیکیاں کرنے کا عزم نہ کرنا سَراسَر نقصان وخُسران ہے اور سمجھدار وُہی ہے جس نے حساب آخرت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے خود کو سُدھارنے کیلئے اپنے نفس کا سختی سے مُحاسَبہ کیا، گناہوں پر افسوس اور اِن کے بُرے انجام کا خوف محسوس کیا۔ جیسا کہ ہمارے اَسلاف کا طرزِ عمل رہا۔ چُنانچِہ

انوکھا حساب

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرتِ سَیِّدُ نا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نقل فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُ نا ابنُ الصِّمَّہ علیہ رحمۃ اللہ نے ایک بار (''فکرِ مدینہ'' کرتے ہوئے) اپنی عمر شُمار کی تو وہ (تقریباً) ساٹھ برس بنی۔ ان ساٹھ برسوں کو بارہ سے ضَرب دینے پر سات سو بیس مہینے بنے۔ سات سو بیس کو مزید تیس سے مَضرُوب کیا تو حاصِلِ ضَرب اکیس ہزار چھ سو آیا۔ جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مبارَک عمر کے ایّام تھے۔ پھر اپنے آپ سے مُخاطِب ہو کر فرمانے لگے، اگر مجھ سے روزانہ ایک گناہ بھی سرزد ہوا ہو تو اب تک اکیس ہزار چھ سو گناہ ہو چکے! جبکہ اس مدّت میں ایسے ایّام بھی شامل ہوں گے جن میں یومیہ ایک ہزار تک بھی گناہ ہوئے ہوں گے۔ یہ کہنا تھا کہ خوفِ خدا عزوجل سے لرزنے لگے پھر یکا یک ایک چیخ ان کے مُنہ سے نکل کر فضا کی پہنائیوں میں گُم ہوگئی اور آپ علیہ الرحمۃ زمین پر تشریف لے آئے۔ دیکھا گیا تو طائرِ رُوح قَفَسِ عُنصری سے پرواز کر چکا تھا۔ (کیمیائے سعادت ص ۸۹۱ ج ۲ طبعۃ تہران)

اِحساسِ ندامت ہے نہ خوفِ عاقبت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غور فرمایئے کہ ہمارے بُزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کا اندازِ ''فکرِ مدینہ'' کس قدر اعلیٰ تھا اور وہ کس طرح نفس کو سُدھارنے کیلئے اس کا مُحاسَبہ فرماتے اور ہر دَم نیکیوں میں مصروف رہنے کے باوُجود خود کو گنہگار تصوُّر کرتے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے یہاں تک کہ فَرطِ خوف سے بعضوں کی روحیں پرواز کر جاتیں۔ مگر افسوس! ہماری حالت یہ ہے کہ شب و روز گناہوں کے سَمُندر میں غَرَق رہنے کے باوُجود اِحساسِ نَدامت ہے نہ خوفِ عاقِبت۔ ہمارے اَسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ شب بیداریاں کرتے، کثرت سے روزے رکھتے، کثیر اَعمالِ خیر بجالاتے مگر پھر بھی خود کو کمترین خیال کرتے ہوئے خوفِ خدا عزوجل سے گریہ کناں رہتے۔

راتیں زاری کر کر روندے نیندا اَکھیں دی دھوندے ۔۔۔ فجریں اَوگنہار کہاندے سب تھیں نِیویں ہوندے

ان کی شان تو یہ ہے کہ وہ مُستَحَبّات کے تَرک کو بھی اپنے لئے سَیِّئات میں سے جانتے، نَفلی عِبادات میں کمی کو بھی جُرم تصوُّر کرتے اور بچپن کی خطا کو بھی گناہ شمار کرتے حالانکہ نابالغی کے گناہ محسوب نہیں۔ چُنانچِہ

بچپن کی خطا یاد آگئی

ایک مرتبہ حضرتِ سیِّدُنا عُتبَۃُ الْغُلام علیہ رحمۃ اللہ السلام ایک مکان کے پاس سے گزرے تو کانپنے لگے اور پسینہ آگیا،لوگوں کے اِستفسار پر فرمایا، یہ وہ جگہ ہے جہاں میں نے چھوٹی عمر میں گُناہ کیا تھا ! (تنبیہ الْمُغتَرین اردو ص ۱۰۲)

ناقص نیکیوں پر اِترانا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! دیکھا آپ نے؟ ہمارے بُزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ اپنی کم سِنی کے گناہ بھی یاد رکھتے اور اس پر اللہ عزوجل سے کس قدر خوف محسوس کرتے اور ایک ہم بدنصیبوں کی حالت ہے کہ قصداً کئے ہوئے گناہ بھی بھول جاتے اور نقائص سے بھرپور نیکیوں کو یاد رکھ کر ان پر اِتراتے رہتے ہیں۔

نیکی کر کے بھول جاؤ

حضرتِ سیِّدُنا مولیٰ مشکل کُشا علیُّ المُرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تعالیٰ وَجْہَہُ الکَرِیم کا فرمانِ مبارک ہے کہ ''نیکیاں کر کے بھول جاؤ اور گناہ ہو جائے تو یاد رکھو۔'' لہٰذا عقلمند وُہی ہے جو نیکیوں کے بُھول کی سعادت پا کر انہیں بھول جائے اور گناہ صادِر ہو جائیں تو انہیں یاد رکھے اور خود کو سُدھارنے کیلئے ان پر سختی سے اپنا مُحاسَبہ کرتا رہے۔ بلکہ نیک اعمال میں کمی پر بھی خود کو سرزَنِش کرے اور ہر لمحہ خود کو اللہ واحدِ قہّار عزوجل کے قہر و غضب سے ڈراتا ہے۔یہی ہمارے اَسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کا معمول رہا ہے۔چُنانچہ

آج کیا کیا؟

امیرُ المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ روزانہ اپنا اِحتِساب فرمایا کرتے ،اور جب رات آتی تو اپنے پاؤں پر دُرّہ مار کر فرماتے ،بتا،آج تو نے ''کیا کیا'' کیا ہے؟ (اِحیاءُ العلوم ج۴ ص ۳۹۷)

آپ رضی اللہ عنہ عَشرہ مُبشّرہ اور اُمّت میں سیِّدُنا صِدِّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے افضل ہونے کے باوُجود بہُت اِنکساری فرمایا کرتے تھے۔چُنانچہ

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی عاجزی

ایک باغ کی دیوار کے قریب دیکھا کہ وہ اپنے نَفس سے فرما رہے تھے، ''واہ! لوگ تجھے امیرُ المؤمنین کہتے ہیں (پھر بطورِ عاجزی فرمانے لگے) اور تو اللہ عزوجل سے نہیں ڈرتا! اگر تُو نے اللہ عزوجل کا خوف نہیں رکھا تو اس کے عذاب میں گرِفتار ہو جائے گا۔'' (کیمیائے سعادت ج ۲ ص ۸۹۲ طبعۃ تہران)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! حضرتِ سیِّدُنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کا کس طرح اپنے نَفس کو مَلامت کرنا اور اللہ عزوجل کا خوف دِلا کر اس کا مُحاسَبہ کرنا ہماری تعلیم کے لئے تھا۔چُنانچہ

قیامت سے پہلے حساب

ایک موقع پر سیدُنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا، ''اے لوگو! اپنے اَعمال کا اس سے پہلے مُحاسَبہ کرلو کہ قیامت آجائے اور ان کا حساب لیا جائے۔'' (احیاءُ العلوم ج ۴ ص ۳۰۷)

مُحاسَبہ کسے کہتے ہیں؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنے سابِقہ اَعمال کا حساب کرنا مُحاسَبہ کہلاتا ہے۔ کاش! روزانہ رات ''فکرِ مدینہ'' کرتے ہوئے ہمیں اپنے نَفْس کے ساتھ تمام دِن کا حساب کرنے کی سعادت مل جایا کرے اور یوں ہمیں سرمایۂ اَعمال میں نَفْع ونقصان کی معلومات ہوتی رہے۔ جس طرح شریکِ تجارت سے حساب لینے میں بھرپور کوشش کی جاتی ہے اسی طرح نفس کے ساتھ بھی حساب کتاب میں بہت زِیادہ احتیاط ضروری ہے کیوں کہ نفس بہت چالاک اور حیلہ ساز ہے یہ ہمیں اپنی سرکشی بھی اِطاعت کے لِباس میں پیش کرتا ہے تاکہ بُرائی میں بھی ہمیں نَفْع نظر آئے حالانکہ اس میں سَراسَر نقصان ہے۔ صِرف یہی نہیں بلکہ صحیح معنوں میں سُدھرنے کیلئے تمام جائز اُمور میں بھی نفس سے حساب طَلَب کرنا چاہئے۔ اگر اِس میں ہمیں نفس کا قصور نظر آئے تو اُس سے سختی کے ساتھ کمی پوری کروانی چاہئے۔ جیسا کہ ہمارے اَسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کا عمل رہا۔ چُنانچہ

(خود کو سُدھارنے کے بہترین نسخے ''مَدَنی انعامات'' میں سے ایک مَدَنی انعام ''فکرِ مدینہ'' بھی ہے۔ رات کو اپنے اعمال کا مُحاسَبہ کرے اور اِس دَوران مَدَنی انعامات کا فارم بھی پُر کرے۔)

چراغ پر انگوٹھا

بہت بڑے عالم اور تابعی بُزُرگ حضرتِ سیِّدُنا اَحْنَف بن قَیس رضی اللہ عنہ رات کے وَقت چَراغ ہاتھ میں اُٹھالیتے اور اِس کی لَو پر انگوٹھا رکھ کر اِس طرح فرماتے، اے نفس! تُو نے فُلاں کام کیوں کیا؟ اور فُلاں چیز کیوں کھائی؟ (کیمیائے سعادت ج ۲ ص ۸۹۳)

یعنی اپنا مُحاسَبہ کرتے کہ اگر میرے نَفْس نے غَلَطی کی ہو تو اُس کو تنبیہ ہو کہ یہ چَراغ کی لَو جو کہ بہت ہی ہلکی آگ ہے پھر بھی جب ناقابلِ برداشت ہے تو بھلا جہنم کی بھیانک آگ سہنا کیونکر ممکن ہوگا! حضرتِ سیِّدُنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کی ایک اور حکایت نَقْل فرماتے ہیں،

کبھی اُوپر نہیں دیکھوں گا

حضرتِ سیِّدُنا مَجمَع نامی ایک بُزُرگ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ اوپر کی طرف دیکھا تو ایک چھت پر موجود کسی عورت پر نظر پڑ گئی۔ فوراً نگاہ جھکالی اور اِس قدر پشیمان ہوئے کہ عہد کرلیا ''آئندہ کبھی بھی اُوپر نہ دیکھوں گا۔'' (کیمیائے سعادت ج ۲ ص ۸۹۳)

آنکھ اُٹھتی تو جُھنجُلا کے پلک سی لیتا　　　دل بگڑتا تو میں گھبرا کر سنبھالا کرتا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! آپ نے مُلاحظہ فرمایا کہ ہمارے اَسلاف کی کیسی مَدَنی سوچ ہوا کرتی تھی کہ غَلَطی سے نظر اُٹھ کر نامَحرم پر جا پڑی اور اچانک پڑ جانے والی نظر مُعاف ہونے کے باوُجود بھی انہوں نے کبھی اوپر نہ دیکھنے کا عَہد کر لیا یعنی مُستقبل آنکھوں کا " **قُفلِ مدینہ** " لگالیا۔ (دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول میں بولی جانے والی اِصطلاح "قُفلِ مدینہ" کی تفصیلی معلومات کیلئے امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کا تحریری بیان **قُفلِ مدینہ** کا مُطالعہ فرمائیں۔)

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا سے جُھکی رہتی تھی نگاہیں　　　　آنکھوں پہ مرے بھائی لگا قُفلِ مدینہ

جنّت سے روک دیا گیا تو!

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدھم رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ غُسل فرمانے کیلئے کسی حمام پر گئے۔ حمامی نے آپ کو روک کر دِرہم طلب کر لئے اور کہہ دیا کہ اگر دِرہم ادا نہ کریں گے تو داخل نہ ہونے دوں گا۔ اُس کے یہ کہنے پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رونا شُروع کر دیا۔ حمامی نے پریشان ہو کر عرض کیا، اگر آپ کے پاس دِرہم نہیں ہیں تو کوئی بات نہیں آپ وَیسے ہی غُسل فرمالیجئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، میں اس وجہ سے نہیں رویا کہ آپ نے مجھے روک دیا بلکہ مجھے تو اس بات نے رُلادیا کہ دِرہم نہ ہونے کی وجہ سے آج مجھے ایسا حمام میں جانے سے روک دیا گیا ہے جو میں نیکوکار و گنہگار سبھی نہاتے ہیں اور اگر نیکیاں نہ ہونے کی بِنا پر کل مجھے اُس جنّت سے روک لیا گیا جو صِرف نیکوں کا مقام ہے، تو میرا کیا بنے گا!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! یہ اُن نُفوسِ قُدسِیّہ کے واقعات ہیں جو پروَردگار عزوجل کے پرہیزگار بندے ہیں، جن کے سروں پر اللہ عزوجل نے وِلایت کے تاج سجائے ہیں۔ مُلاحظہ فرمائیے کہ وہ اَولیاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ بایں ہمہ شَرَف ومَرتَبت کس طرح نفس کو سُدھارنے کیلئے اس کا مُحاسبہ فرماتے اور خود کو عاجز و گنہگار تصوُّر کرتے۔ کاش! ہم بھی سُدھرنے کا جذبہ رکھتے ہوئے اپنا مُحاسبہ کر پاتے اور جیتے جی اپنے اَعمال کا جائزہ لینے میں کامیاب ہو جاتے۔ گُزشتہ حکایت سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کے نیک بندے دُنیوی مصیبت کو یادِ آخرت کا ذَریعہ بناتے تھے۔ اس ضِمن میں ایک اور واقِعہ سماعت فرمائیے۔ چُنانچہ

ہتھ کڑیاں اور بیڑیاں

مفسّرِ قرآن، صاحبِ خزائنُ العرفان فی تفسیر کنزالایمان، خلیفۂ اعلیٰحضرت حضرتِ صدرُ الاَفاضل علامہ مولیٰنا سیِّد محمد نعیم الدّین مُرادآبادی علیہ رحمۃ الہادی اپنی مشہور کتاب "**سوانحِ کربلا**" کے صفحہ نمبر ۶۰ پر فرماتے ہیں، حَجّاج بن یوسُف کے دَور میں دوسری بار حضرتِ سیِّدُنا امام زینُ العابِدین رضی اللہ عنہ کو قید کیا گیا اور لوہے کی بھاری زنجیروں میں آپ کا تنِ نازنین جکڑ لیا گیا اور پہرہ دار مُتَعَیَّن کر دیئے گئے۔ مشہور مُحَدِّث حضرتِ سیِّدُنا امام زُہری رضی اللہ عنہ حاضِر ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی حالتِ زار دیکھ کر رو پڑے اور اپنے جذباتِ قلبی کا اظہار کرتے ہوئے عرض گزار ہوئے، آہ! یہ کیفیت مجھ سے دیکھی نہیں جا رہی، اے کاش!

آپ رضی اللہ عنہ کے بدلے یہاں میں اِس طرح قید ہوتا! یہ سُن کر جنابِ امام نے فرمایا، ''آپ سمجھتے ہیں اِس قید وبند کی وجہ سے میں اِضطِراب میں ہوں، حقیقت یہ ہے کہ اگر میں چاہوں تو اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے ابھی آزاد ہو جاؤں مگر اس سزا پر صَبر میں اَجر ہے۔ اِن بیڑیوں اور زنجیروں کی بندِشوں میں جہنّم کی خوفناک آتشیں زنجیروں، آگ کی بیڑیوں اور عذابِ الٰہی کی یاد ہے، '' یہ فرما کر بیڑیوں میں سے پاؤں اور ہتھکڑیوں میں سے ہاتھ نکال دیئے!

سانس کی مالا

حضرتِ سیِّدُنا امامِ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''جلدی کرو! جلدی کرو! تمہاری زندگی کیا ہے؟ یہ سانس ہی تو ہیں کہ اگر یہ رُک جائیں تو تمہارے اُن اعمال کا سلسلہ مُنقطع ہو جائے جن سے تم اللہ عزوجل کا قُرب حاصل کرتے ہو۔ اللہ عزوجل رَحم فرمائے اُس شخص پر جس نے اپنے اَعمال کا جائزہ لیا اور اپنے گناہوں پر کچھ آنسو بہائے۔'' (احیاءُ العلوم)

بے عمل بے وُقوف ہوتا ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غور کیجئے کہ ہم تو سَرتا پا گناہوں میں ڈوبے ہیں، آخِرت کونسا گناہ ایسا ہے جو ہم نہیں کرتے؟ نیکیاں ہم سے نہیں ہو پاتیں اور اگر ہو بھی جائیں تو اِخلاص کا دُور دُور تک کوئی پتا نہیں ہوتا، لوگوں کو اپنے نیک اَعمال سُنا کر ریا کاری کی تباہ کاری کا شِکار ہو جاتے ہیں، ہمارا نامۂ اعمال نیکیوں سے خالی اور گناہوں سے پُر ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن افسوس! ہمیں اس کے بُرے نتائج اور خود کو سُدھارنے کا کوئی اِحساس نہیں اور اِس پر طُرّہ یہ کہ ہم خود کو بَہُت عقلمند گمان کرتے ہیں حتّٰی کہ اگر کوئی ہمیں بے وُقوف یا کم عقل کہہ دے تو اُس کے دُشمن ہی ہو جائیں۔ لیکن اب آپ ہی بتایئے کہ اگر کسی مفرور مجرِم کی پھانسی کا حُکم نامہ جاری ہو چکا ہو، پولیس اُس کو تلاش کر رہی ہو اور وہ گرِفتاری سے بے خوف، راہِ تحفُّظ واِحتیاط تَرک کر کے آزادانہ گھوم رہا ہو تو کیا اُس کو عقلمند کہیں گے؟ ہرگز نہیں! ایسے آدمی کو لوگ بے وُقُوف ہی کہیں گے۔

جہنم کے دروازے پر نام

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب مذکورہ شخص بے وُقوف کہلانے کا مُستَحَق ہے تو اُس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جسے بتا دیا گیا ہو کہ ''جس نے قصداً نماز چھوڑ دی جہنّم کے دروازے پر اُس کا نام لکھ دیا جاتا ہے۔'' (کنز العُمّال رقم الحدیث ۱۹۰۸۶ ج ۷ ص ۳۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ) اور جس نے رَمَضان المبارک کا ایک روزہ بِغیر کسی شَرعی عذر یا مَرَض کے اِفطار کیا (یعنی وقت سے پہلے کھول دیا یا سرے سے ہی نہ رکھا) تو زمانے بھر کے روزے بھی اس کی قضاء نہیں ہو سکتے اگرچہ بعد میں رکھ بھی لے۔ (یعنی وہ فضیلت نہ ملے گی) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۷۲۳ ج ۱ ص ۵۱۵) اور یہ بھی بتادیا کہ جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو وہ اُن تین قسم کے لوگوں میں سے ہوگا جن میں سے ایک یہ بھی ہے جو اپنے مال کی زَکوٰۃ نہ دینے کے

سبب سب سے پہلے جہنم میں جائے گا۔ (ابنِ خُزَیمہ رقم الحدیث ۲۲۴۹ ج ۴ ص ۸، طبعة المکتب الاسلامی بیروت) اور یہ بھی خبر دی گئی ہو کہ جو شخص حج کے زادِراہ (اخراجات) اور سُواری پر قادِر ہو اور جو اسے بیتُ اللہ عزوجل تک پہنچا دے، اس کے باوُجود حج نہ کرے وہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔ (ترمذی شریف رقم الحدیث ۸۱۲ ج ۲ ص ۵) اگر تم نے وعدہ خلافی کی تو یاد رکھو، جو وعدہ خلافی کرتا ہے اس پر اللہ عزوجل اور تمام لوگوں کی لعنت ہوتی ہے اور اللہ عزوجل اس کے نہ فرض قبول فرمائے گا نہ نفل۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۱۸۷۰ ج ۲ ص ۲۷۰ مطبوعہ دارالفکر بیروت) اگر تم نے بدنگاہی کی، کسی نامَحرم عورت کو دیکھا یا اَمرد کو بنظرِ شہوت دیکھا یا ٹی۔وی، وی۔سی۔آر، انٹرنیٹ اور سینما گھر وغیرہ پر فلمیں، ڈرامے اور بے حیائی سے پُر مناظر دیکھے تو یاد رکھو! مُکاشَفَةُ الْقُلُوب میں ہے، جس نے اپنی آنکھ کو حرام سے پُر کی اللہ تعالٰی بروزِ قیامت اُس کی آنکھ میں آگ بھر دے گا۔ (مکاشفة القلوب ص ۱۰) اور جسے یہ سمجھا دیا گیا ہو کہ عنقریب تمہیں مرنا پڑے گا کیونکہ ہر جان کو موت سے ہمکنار ہونا ہے جب وقت پورا ہو جائے گا تو پھر موت ایک پل آگے ہوگی نہ پیچھے اور یہ بھی اِطلاع دے دی گئی ہو کہ مرنے کے بعد اُس قبر میں جانا ہے جو مجرِموں پر تاریک اور وحشتناک ہوتی ہے، ان کیلئے کیڑے مکوڑے اور سانپ بچھو بھی ہوتے ہیں اور اس میں ہزاروں سال رہنا ہوگا۔ آہ! قبر ہر ایک کو دبائے گی، نیکوں کو ایسے دبائے گی جیسے ماں بچھڑے ہوئے لال کو شفقت کے ساتھ سینے سے چمٹا لیتی ہے اور گنہگاروں کو ایسے بھینچے گی کہ پسلیاں ٹوٹ پھوٹ کر ایک دوسرے میں اس طرح پیوست ہو جائیں گی جس طرح دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں ایک دوسرے میں مل جاتی ہے۔ بس اسی پر اِکتِفاء نہیں بلکہ اس بات سے بھی مُتَنَبِّہ کر دیا گیا ہو کہ قِیامت کا ایک دِن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا، تانبے کی زمین ہوگی اور سورج سوا میل پر رہ کر آگ برسا رہا ہوگا، حساب و کتاب کا سلسلہ ہوگا، نیکیوں کیلئے جنّت کی راحتیں اور مجرِموں کیلئے جہنم کی آفتیں ہوگی۔

نادانی کی انتہا

اتنا کچھ معلوم ہونے کے بعد اگر کوئی شخص اللہ عزوجل سے کَماحَقُّہٗ نہ ڈرے۔ موت کی سختیوں، قبر کی وحشتناکیوں، قیامت کی ہولناکیوں اور جہنم کی سزاؤں کا صحیح معنوں میں خوف نہ رکھے، غفلت کی نیند سوتا رہے، نمازیں نہ پڑھے، رَمَضانُ المبارَک کے روزے نہ رکھے، فرض ہونے کی صورت میں بھی اپنے مال کی زکوٰۃ نہ نکالے، فرض ہونے کے باوجود حج ادا نہ کرے، وعدہ خلافی اُس کا وَتیرہ رہے، جھوٹ، غیبت، چغلی، بدگمانی وغیرہ ترک نہ کرے، فلموں ڈراموں کا شائق رہے، گانے سننا اُس کا بہترین مشغلہ رہے، والِدَین کی نافرمانی کرے، گالیاں بکنے اور طرح طرح کی بے حیائی کی باتوں میں مگن رہے اَلْغَرض خود کو بالکل بھی نہ سُدھارے مگر پھر بھی اپنے آپ کو عقلمند سمجھتا رہے تو ایسے شخص سے بڑھ کر بے وُقوف اور کون ہوگا؟ اور بے وُقوفی کی انتہا یہ ہے کہ جب سُدھارنے کی خاطر سمجھایا جائے تو لاپَرواہی سے یہ کہہ دے کہ بس کوئی بات نہیں اللہ عزوجل تو رحیم و کریم ہے مہربانی

کرے گا، وہ کرم فرمادے گا۔

مُصیبت باعث عبرت ہے

یقیناً اللہ تعالیٰ کی رَحمت لامَحْدُود ہے اوراس میں کوئی شک نہیں کہ وہ رَحمت فرمائے گا لیکن یہ بھی یاد رکھئے! اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اس کی بے نیازی کو سمجھنے کی کوشش کیجئے! کیا دُنیا میں آپ کو کوئی تکلیف نہیں آتی؟ بخار نہیں آتا؟ پریشانی لاحق نہیں ہوتی؟ تنگدستی، قرضداری، بے رُوزگاری کے مناظِر کبھی نہیں دیکھے؟ حادِثات سے واسِطہ نہیں پڑا؟ ہاتھوں، پیروں یا آنکھوں وغیرہ سے معذُور نہیں دیکھے؟ کیا دُنیا میں تکلیفوں کے نظّارات آپ کو جہنّم کے عذابات یاد نہیں دلاتے؟ یقیناً دنیا کی تکالیف میں اہلِ نظر کیلئے قبر وآخرت اور جہنّم کے عذابوں کی یاد ہے۔ چُنانچہ یاد رکھئے! وہ ربّ بے نیاز عزوجل جو دنیا میں بندوں کو تکلیفوں میں مُبتَلاء کرسکتا ہے وہ جہنّم کا عذاب بھی دے سکتا ہے۔

اللہ عزّوجل روزی دینے والا ہے پھربھی ----

اس بات پر ذرا غور فرمایئے کہ اللہ عزوجل روزی دینے والا ہے اور بغیر وَسیلے کے بھی روزی دینے پر قادِر ہے یہ آپ کا بھی ایمان ہے اور میرا بھی۔ ہاں ہاں اُس نے ہر ایک کی روزی اپنے ذِمّہ کرم پر لی ہوئی ہے کہ، جیسا کہ بارھویں پارے کی ابتدائی آیت میں ارشاد ہے،

وما من دآبة في الارض الا على الله رزقها

ترجمۂ کنزالایمان : اور زمین پر چلنے والا کوئی (جاندار) ایسا نہیں جس کا رِزق اللہ عزوجل کے ذِمّہ کرم پر نہ ہو۔

پھر سوچنے کی بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے روزی کا ذِمّہ لے لیا ہے تو آخر کیوں رِزْق کے لئے بھاگ دوڑ کرتے ہیں؟ کیوں ایک شہر سے دوسرے شہر جاتے اور وطن سے بے وطن ہوتے اور "راہِ مال" میں آنے والی تکالیف ہنسی خوشی برداشت کرتے ہیں، اس لئے کہ آپ کا ذِہن بنا ہوا ہے کہ میں کوشش کرونگا تو روزی ملے گی، حَرَکت میں بَرَکت ہے۔

اللہ عزّوجل نے ہر ایک کی مغفرت کا ذمّہ نہیں لیا مگر -----

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! اللہ عزوجل نے ہر ایک جاندار کی روزی اپنے ذِمّہ کرم پر لے لی ہے مگر یاد رکھئے! ہر کسی مسلمان کے ایمان کی حِفاظت یا بے حساب مغفِرت کا ذِمہ نہیں لیا مگر پھر بھی روزی ہی کی فکر لگی ہوئی ہے، ایمان کی حفاظت اور بے حساب مغفِرت کیلئے کسی قِسم کی ہل جُل نہیں شاید اس لئے کہ آج ہمارے دِل سخت ہو چکے ہیں لہٰذا دُنیا کی خاطر سختیاں برداشت کر لیتے ہیں، دنیا کمانے کیلئے روزانہ آٹھ، دس، بلکہ بارہ گھنٹے تک کولھو کے بیل کی طرح پھرنے کیلئے تیار ہیں۔ ہائے صد کروڑ افسوس! ایمان کی حفاظت و بے حساب مغفِرت کی طلب میں ماہانہ صِرف تین دن کیلئے مَدَنی قافلے میں سفر کی بھی اگر درخواست

کی جائے تو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا جاتا ہے کہ ہمارے پاس وقت نہیں۔ معاذ اللہ گویا زبانِ حال سے کہا جارہا ہے۔

نفس و شیطان نے بدمست کیا بھائی ہے ہم نہ سُدھرے ہیں نہ سُدھریں گے قسم کھائی ہے

اللہ عزّوجل بے نیاز ہے

یقیناً اللہ عزّ وجل بغیر سبب کے محض اپنی رَحمت سے جنّت میں داخل فرمانے پر قادِر ہے۔ مگر اُس کی بے نیازی سے ڈرنا ضروری ہے کہ کسی ایک گناہ پر گرِفت فرما کر جہنم میں بھی جھونک سکتا ہے۔ ''اِحیاءُ العلوم'' میں اللہ عزّ وجل کا ارشاد نقل کیا گیا ہے، ''یہ لوگ جنّت میں جائیں تب بھی مجھے اِس بات کی کوئی پرواہ نہیں اور یہ جہنم میں جائیں گے تب بھی مجھے اِس بات کی کوئی پرواہ نہیں'' لہٰذا ہمیں جھنّم سے اپنے آپ کو بچانے اور جنّتُ الفردوس میں داخِلہ پانے کیلئے یہ ذِہن بنانا ہوگا کہ ''میں سُدھرنا چاھتا ھوں'' اور اِس کیلئے اپنے اندر خوفِ خدا و عشقِ مصطفےٰ عزّ وجل وصلی اللہ علیہ وسلم پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی ہوگی۔ اللہ عزّ وجل کی عنایت سے ہم گناہوں سے بچیں گے اور نمازوں اور سنّتوں کی پابندی کریں گے، مَدَنی قافِلوں میں سفر کریں گے، روزانہ رات ''فکرِ مدینہ'' کرتے ہوئے ''مَدَنی انعامات'' کا فارم پُر کریں گے اور پھر ہر ماہ اپنے یہاں کے ''ذِمّہ دار'' کو جمع کروائیں گے تو بفضلِ خدا بوسیلۂ مصطفےٰ عزّ وجل وصلی اللہ علیہ وسلم جہنم سے بچ کر داخلِ جنّت ہوں گے جو کہ اَصل کامیابی ہے۔ جیسا کہ پارہ ۴ سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۸۵ میں اللہ تبارَک وتعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے،

فَمَن زُحزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدخِلَ الْجَنَّةَ فَقَد فَازَ ط

میرے آقائے نعمت، عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّد دین و مِلّت، باعثِ خَیر وبَرَکت، پیرِ طریقت، عالمِ شریعت، ولیٔ نعمت، عاشقِ ماہِ رِسالت حضرت علامہ مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رَحمۃُ الرَّحمٰن اپنے شہرۂ آفاق ترجمۂ قرآن کنزُالایمان میں اِس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں، ''جو آگ سے بچا کر جنّت میں داخل کیا گیا وہ مُراد کو پہُنچا۔''

بہر حال، اُس کی رَحمت سے مایوس بھی نہ ہونا چاہئے اور اس کی بے نیازی سے غافل بھی نہیں رہنا چاہئے اور خود کو سُدھارنے کیلئے ہر دَم کوشش جاری رکھنی چاہئیں۔

اچھی اچھی نیّتیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سب کا ایمان سلامت رکھے، آپ کو بار بار حج نصیب فرمائے، ہمیشہ گنبدِ خضرا کے سائے میں رکھے، مُخلص عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنائے اور یہ تمام دعائیں مجھ پاپی و بدکار، گنہگاروں کے سردار کے حق میں بھی قبول فرمائے۔ ہمّت کیجئے اور آج سے طے کرلیجئے، "**میں سُدھرنا چاھتا ھوں**" لہٰذا،

آج کے بعد میری کوئی نماز قضاء نہیں ہوگی --- اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل، رمضانُ المبارک کا کوئی روزہ قضاء نہیں ہوگا --- اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل ، فلمیں ڈِرامے نہیں دیکھوں گا --- اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل ،گانے باجے نہیں سُنوں گا --- اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل ، داڑھی نہیں منڈاؤں گا --- اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل ، داڑھی کو ایک مُٹھی سے نہیں گھٹاؤں گا --- اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل ، دعوتِ اسلامی کے سنّتوں کی تربیّت کے مَدَنی قافلوں میں ہر ماہ تین دن سفر کیا کروں گا --- اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل ، ہر ماہ مَدَنی انعامات کا فارم اپنے ذِمّہ دار کو جمع کروایا کروں گا --- اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل

الٰہی عزوجل رحم فرما میں سُدھرنا چاہتا ہوں اب — نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تجھ کو صدقہ میں سُدھرنا چاہتا ہوں اب

"گھر میں مَدَنی ماحول" کے پندرہ حُرُوف کی نسبت سے 15 مَدَنی پھول

مدینہ ۱ گھر میں آتے جاتے بُلند آواز سے سلام کریں۔

مدینہ ۲ والِد یا والِدہ کو آتا دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہوجائیں۔

مدینہ ۳ دِن میں کم از کم ایک بار اسلامی بھائی والِد صاحب کا اور اسلامی بہنیں ماں کا ہاتھ اور پاؤں چوما کریں۔

مدینہ ۴ والِدَین کے سامنے آواز دھیمی رکھیں، ان سے آنکھیں ہرگز نہ ملائیں۔

مدینہ ۵ ان کا سونپا ہوا ہر وہ کام جو خلافِ شَرع نہ ہو فوراً کر ڈالیں۔

مدینہ ٦ ماں بلکہ گھر (اور باہر) کے ایک دِن کے بچّے کو بھی آپ کہہ کر ہی مخاطب ہوں۔

(الحمدلِلّٰہ عزوجل سگِ مدینہ مَدَنی مُنّوں سے "آپ" کہہ کر ہی بات کرنے کی سَعی کرتا ہے۔)

مدینہ ۷ اپنے مَحَلّہ کی مسجد کے عشاء کی جماعت کے وَقت سے لیکر دو گھنٹے کے اندر اندر سو جایا کریں۔ کاش! تہجد میں آنکھ کُھل جائے ورنہ کم از کم نمازِ فَجر تو با آسانی (مسجد کی پہلی صف میں باجماعت) مُیسّر آئے اور پھر کام کاج میں بھی سُستی نہ ہو۔

مدینہ ۸ گھر میں اگر نَمازوں کی سُستی، بے پَردَگی، فلموں ڈراموں اور گانے باجوں کا سلسلہ ہو تو بار بار نہ ٹوکیں، سب کو نرمی کے ساتھ سنّتوں بھرے بیانات کی کیسیٹیں سنائیں اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل "مَدَنی" نتائج برآمد ہوں گے۔

مدینہ ۹ گھر میں کتنی ہی ڈانٹ بلکہ مار بھی پڑے، صَبر صَبر اور صَبر کیجئے، اگر آپ زَبان چلائیں گے تو "مَدَنی ماحول" بننے کی کوئی اُمّید نہیں بلکہ مزید بگاڑ پیدا ہوسکتا ہے کہ بے جاسختی کرنے سے بسا اوقات شیطان لوگوں کو ضِدی بنا دیتا ہے۔ لہٰذا غُصّہ، چِڑچِڑاپن اور جھاڑنے وغیرہ کی عادت بالکل خَتم کردیں۔

مدینہ ۱۰ گھر میں روزانہ **فیضانِ سُنّت** کا درس ضَرور ضَرور ضَرور دیں یا سُنیں۔

مدینہ ۱۱ اپنے گھر والوں کی دنیا و آخِرت کی بہتری کے لئے دل سوزی کے ساتھ دُعا بھی کرتے رہیں کہ دُعاء مومن کا ہتھیار ہے۔

مدینہ ۱۲ سُسرال میں رہنے والیاں جہاں گھر کا ذِکر ہے وہاں سُسرال اور جہاں والِدین کا ذِکر ہے وہاں ساس اور سُسَر کے ساتھ وُہی حُسنِ سلوک بجالائیں جبکہ کوئی مانِع شَرعی نہ ہو۔

مدینہ ۱۳ مَسائلُ القرآن ص ۲۹۰ پر ہے، ہر نماز کے بعد ذیل میں دی ہوئی دعا اوّل و آخِر دُرود شریف کے ساتھ ایک بار پڑھ لیں اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل بال بچّے سنّتوں کے پابند بنیں گے اور گھر میں مَدَنی ماحول قائم ہوگا۔

(اَللّٰھُمَّ) رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا

ترجمۂ کنزالایمان: اے ہمارے ربّ ہمیں دے ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔ (پ ۱۹، الفرقان ۷۴)

مدینہ ۱۴ **نافرمان بچّہ یا بڑا** جب سویا ہو تو سرہانے کھڑے ہو کر ذیل میں دی ہوئی آیات صِرف ایک بار اتنی آواز سے پڑھیں کہ اُس کی آنکھ نہ کھلے۔ (مدّت ۱۱ تا ۲۱ دن)

مدینہ ۱۵ نیز نافرمان اولاد کو فرماں بردار بنانے کیلئے تاحُصولِ مُراد نَمازِ فجر کے بعد آسمان کی طرف رُخ کر کے یَاشَھِیْدُ 21 بار پڑھیں۔ (اوّل و آخِر ایک بار دُرود شریف)

مَدَنی التجا

نافرمانوں کو فرمانبردار بنانے کیلئے اَوراد شروع کرنے سے قبل سیِّدُنا امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے ایصالِ ثواب کیلئے 25 روپے کی دینی کتابیں تقسیم کردیں۔

مَدَنی مشورہ

پَریشان حال اسلامی بھائی کو چاہئے کہ **دعوتِ اسلامی** کے سنّتوں کی تربیّت کے **مَدَنی قافلے** میں سفر کر کے وہاں دعاء مانگے۔ اسلامی بہن اور ایسے مریض جو سفر نہیں کرسکتے وہ گھر کے کسی فرد کو سفر پر بھجوائیں۔

مَدَنی پھول

بے وضو قرآنی آیات چھونا حرام اور حائضہ، نافسہ اور بے غُسلے کیلئے پڑھنا بھی حرام ہے۔ ہاں حمدیہ اور دعائیہ آیات بہ نیّتِ حمد و دعا پڑھ سکتے ہیں۔

دعائے عطّار

یااللہ عزوجل جو کوئی ان مَدَنی پھولوں پر عمل کرنے کی کوشش کرے تُو اس کے گھر میں مَدَنی ماحول بنادے۔ اُس کے گھر کے بچّے بچّے کو پابندِ سنّت بنادے اور یہ دعائیں میرے حق میں بھی قبول فرما۔ آمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللہ علیہ وسلم

مِرے گھر والے سب پابندِ سنّت بنیں ایسا کرم ہو جانِ رَحمت صلی اللہ علیہ وسلم